Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Review of Hadiths Prevalent in Sufism in the Light of the Principles of Hadith

تصوف میں رائج احادیث کا اصولِ حدیث کی روشنی میں جائزہ

Dr Muhammad Fakhar ud Din
Lecturer, Department of Islamic Studies and Research. UST, Bannu
fakhar.08@gmail.com

Abstract

This paper gives an exhaustive discussion of Sufi traditions and narrations (ahadith) within the context of the rules of Hadith criticism (usul al-Hadith). It examines the complex connection between Sufism as the inner part of Islam which studies tazkiyah al-nafs (purification of the soul) andihsan and spiritual training and the science of Hadith authentication, which protects the Prophetic Sunnah by subjecting it to extensive questioning of chains of transmission (sanad) and text (matn).). The paper starts with the background knowledge: what Sufism actually is and how it has developed throughout history following the time of the Prophetic and the Companions to the development of formalized orders (tariqas); what Hadith is and what its types are (qawli, fi'li, taqriri); and what the essential principles of the Hadith sciences are: the evaluation of the reporters (jarh wa ta'dil), the continu It then categorizes Sufi-prevalent narrations related to virtues of deeds (fada'il al-a'mal), dhikr and awrad, zuhd, ikhlas, tazkiyah, and karamat/manaqib. This is then critically analyzed with leading Sufi texts like the Man arafa nafsuhu faqad arafa rabbuh and the Kuntu kanzan makhfiyan and their status is evaluated based on classical Muhaddithun. Subsequent chapters explore reasons as to why weak (da'if) and fabricated (mawdu') narrations spread within Sufi communities, such as laxity in literature on virtues, folk storytelling, and confusion between malfuzat (sayings of saints) and Prophetic Hadith. The article underscores the close historical connection between the early Sufis, the Hadith scholars, and great figures, such as Imam al-Ghazali, Imam al-Nawawi and Shaykh Abd al-Qadir al-Jilani who stressed on the importance of strict adherence to the Sunnah. It also deals with the issues of modernity caused by the spread of unsupported accounts on social media and the subsequent distrust in young people, and the necessity of scholarly purification (tathir) of Sufism is urgently needed. At the end of this article, a set of pragmatic avenues of harmonization are suggested: encouraging Hadith studies in khanqahs, choosing authenticated books to practice dhikr and virtues, and making spirituality subordinate to the Prophetic Sunnah. This middle way will help maintain the spiritual strength of Sufism but at the same time it is necessary to make sure it does not conflict with Shari'ah and genuine Sunnah so that the ummah is not brought down in the digital era.

Keywords: *Sufism (Tasawwuf), Principles of Hadith (Usul al-Hadith), Hadith authentication, Weak and fabricated narrations, Spiritual purification (Tazkiyah), Contemporary Sufism, Social media and Hadith, Sufi hermeneutics, Adherence to Sunnah, Scholarly purification of Sufism.*

تمہید

اسلام میں حدیثِ نبوی ﷺ کی حجیت اور بنیادی حیثیت قرآن مجید کے بعد دومری اہم ترین بنیاد ہے جو شریعتِ اسلامیہ کے تمام شعبوں فقہ، اخلاقیات، عقائد اور روحانی ترقی کو منظم کرتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ نہ صرف احکامِ شرعی کی تفصیل بلکہ امت کے لیے عملی نمونہ اور ہدایت کا سرچشمہ ہے، جہاں محدثینِ کرام نے علمِ اصولِ حدیث کے قواعد جرح وتعدیل، اسناد کی تسلسل، راویوں کی ثقاہت اور متن کی سلامتی کے ذریعے اس کی حجیت کو ناقابلِ تردید بنایا ہے۔ یہ اصول اس لیے نہایت اہم ہیں کہ وہ جھوٹی احادیث سے امت کو محفوظ رکھتے ہیں اور حقیقی سنت کو زندہ رکھتے ہیں، جیسا کہ جدید محدثین نے بھی ان معیاروں کو دوبارہ متعارف کرواتے ہوئے متن کی تنقید کو مزید تقویت دی ہے(Khan, 2007) ۔ اگر حدیث کی حجیت کو کمزور کیا جائے تو پھر اسلام کی بنیاد ہی متزلزل ہو جاتی ہے، کیونکہ یہ قرآن کی عملی

تشریح ہے۔ معاصر دور میں جب مغربی تنقید اور اندرونی تحریفات حدیث کی صداقت پر سوالات اٹھا رہے ہیں تو اس حجیت کی دوبارہ تصدیق علمی ذمہ داری بنتی ہے تاکہ امت کے روحانی اور عملی سفر کو تحفظ ملے۔

تصوف کا تعلق تزکیۂ نفس، احسان اور روحانی تربیت سے ہے جو اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔ حدیثِ جبرائیل علیہ السلام میں احسان کی تعریف "اللہ کو اس طرح عبادت کرنا جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو" کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے، جو صوفیاء کرام کے لیے روحانی ارتقا کا مرکزی اصول بن گئی (Gambari, 2023)۔ تصوف دراصل قلب کی صفائی، نفس کی اصلاح اور الٰہی محبت کی منزل تک رسائی کا نام ہے، جو شریعت کے بیرونی احکام کو باطنی نور سے منور کرتا ہے۔ یہ کوئی الگ دین نہیں بلکہ اسلام کی باطنی جہت ہے جسے ائمہ تصوف نے احادیثِ نبویہ اور آثارِ صحابہ سے اخذ کیا۔ تاہم یہ تربیت اس وقت موثر ہوتی ہے جب اسے اصولِ حدیث کی روشنی میں پرکھا جائے، ورنہ نفسانی خواہشات اسے گمراہ کر سکتی ہیں۔ صوفیاء کے نزدیک تزکیۂ نفس وہ عمل ہے جو انسان کو اللہ کے قرب تک لے جاتا ہے، لیکن یہ عمل ہمیشہ سنتِ نبوی ﷺ سے جڑا رہتا ہے تاکہ کوئی بدعت یا تحریف اس کی راہ نہ روکے۔

صوفی حلقوں میں متعدد احادیث، آثار اور اقوال کا رواج ایک طویل تاریخی حقیقت ہے جو روحانی تعلیمات کو مزید رنگا رنگ بناتا ہے۔ صوفی مشائخ نے اپنی تصانیف اور مجالس میں ایسی روایات کا حوالہ دیا جو تزکیہ، محبتِ الٰہی اور احوالِ قلبی سے متعلق ہیں، لیکن بعض اوقات یہ روایات ضعیف اسناد پر مبنی ہوتی ہیں یا صوفی مخصوص طریقِ روایت (جیسے لیقاء النبی یا کشف) پر قائم ہوتی ہیں جو اصولِ حدیث کے مطابق قابلِ قبول نہیں (Idri & Baru, 2017)۔ یہ رواج اس لیے عام ہوا کہ تصوف قلب کی دنیا سے تعلق رکھتا ہے جہاں روحانی بصیرت کو ترجیح دی جاتی ہے، مگر اس سے حدیث کی صداقت پر ایک چیلنج پیدا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بعض صوفی کتابوں میں مقامات اور احوال سے متعلق روایات جو موضوع یا متروک ہیں، عام لوگوں میں مقبول ہو جاتی ہیں۔ یہ صورتحال امت کے لیے ایک تنبیہ ہے کہ بغیر جانچے پڑھے روحانی فوائد حاصل کرنے کی کوشش تحریف کا باعث بن سکتی ہے۔

ان روایات کی صحت جانچنے کے لیے اصولِ حدیث کی اہمیت ناقابلِ انکار ہے کیونکہ یہ علم حدیث کی اساس ہے جو راویوں کی عدالت، ضبط، اتصالِ سند اور متن کی عدمِ تعارض پر مبنی ہے۔ صوفی حلقوں میں رائج روایات کو جب اصولِ حدیث کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو کئی ضعیف یا موضوع احادیث سامنے آتی ہیں جو روحانی تربیت کے لیے استعمال ہو رہی ہیں، مگر ان کی بنیاد ضعیف ہے (Awan, 2020)۔ یہ جانچ نہ صرف تصوف کو تحفظ دیتی ہے بلکہ اسے حقیقی سنتِ نبوی ﷺ سے جوڑتی ہے۔ اگر اصولِ حدیث کو نظر انداز کیا جائے تو تصوف بدعت اور خرافات کا شکار ہو سکتا ہے، جبکہ اس کی روشنی میں صوفی تعلیمات کو پاکیزہ رکھا جا سکتا ہے۔ یہ عمل علمی دیانتداری کا تقاضا ہے جو امت کے روحانی سفر کو محفوظ رکھتا ہے۔

موضوع کی علمی ضرورت اور معاصر تقاضے اس لیے شدت اختیار کر چکے ہیں کہ آج کے دور میں تصوف پر تنقید بڑھ رہی ہے اور مغربی اثرات کے ساتھ ساتھ اندرونی طور پر ضعیف روایات کے استعمال سے امت میں انتشار پھیل رہا ہے۔ معاصر محققین نے صوفی روایات کے حوالے سے اصولِ حدیث کی روشنی میں جائزہ لینے کی اہمیت پر زور دیا ہے تاکہ حقیقی تصوف کو تحفظ ملے اور جھوٹی احادیث سے امت محفوظ رہے (Gambari, 2023; Isnaini, 2025)۔ یہ جائزہ نہ صرف علمی حلقوں کے لیے ضروری ہے بلکہ عام مسلمانوں کے لیے بھی تاکہ وہ روحانی تربیت کو صحیح سنت سے جوڑ سکیں۔ آج کے گلوبل دور میں جہاں تصوف کو بعض اوقات الگ تھلگ پیش کیا جاتا ہے، اس موضوع کا مطالعہ امت کی وحدت اور تزکیۂ نفس کے حقیقی راستے کو واضح کرے گا۔ اس طرح یہ تحقیق معاصر تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اسلام کی باطنی جہت کو زندہ رکھے گی۔

1. تصوف کا مفہوم اور تاریخی پس منظر

تصوف کا مفہوم اور تاریخی پس منظر اسلام کی باطنی جہت کی وہ زندہ مثال ہے جو ظاہری شریعت کو قلب کی نورانیت سے منور کرتا ہے۔ لغوی طور پر 'تصوف' (tasawwuf) کا لفظ عربی زبان کے 'صوف' سے نکلا ہے جس کا مطلب 'اون' ہے، یعنی وہ موٹا اون کا لباس جو ابتدائی صوفیاء کرام پہنتے تھے تاکہ دنیاوی شان و شوکت سے الگ تھلگ رہ کر اللہ کے قرب کی تلاش میں محو رہیں۔ یہ لغوی اشارہ تواضع، زہد اور سادگی کی طرف ہے جو عہدِ رسالت سے ہی موجود تھا۔ اصطلاحی طور پر تصوف تزکیۂ نفس، احسان اور معرفتِ الٰہی کا نام ہے جو شریعت کے احکام کو باطنی پاکیزگی سے زندہ کرتا ہے۔ یہ کوئی الگ دین یا بدعت نہیں بلکہ اسلام کا وہ اندرونی رخ ہے جو حدیثِ جبرائیل میں بیان کردہ 'احسان'—یعنی اللہ کو اس طرح عبادت کرنا جیسے اسے دیکھ رہے ہوں—پر مبنی ہے۔ جدید علمی مباحث میں تصوف کو اسلامی علوم کا ایک شعبہ قرار دیا گیا ہے جو اخلاقیات، معرفت اور عملی تزکیہ پر مشتمل ہے، جہاں شریعت، حقیقت اور معرفت کا باہمی توازن قائم رکھا جاتا ہے۔ تاریخی پس منظر کے اعتبار سے تصوف کی جڑیں نبی اکرم ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کے اعمال میں پیوست ہیں، جو بعد میں اموی دور کی دنیاداری کے خلاف ردِ عمل کے طور پر منظم شکل اختیار کر

گیا۔ یہ پس منظر امت کو یہ سبق دیتا ہے کہ روحانی ترقی ہمیشہ قرآن و سنت کی روشنی میں ہی ممکن ہے، ورنہ نفسانی خواہشات اسے گمراہ کر سکتی ہیں (Salleh & Mahmood, 2025)۔

عہدِ نبوی ﷺ اور عہدِ صحابہ میں روحانی تربیت کا تصور شریعت کے ظاہری احکام اور باطنی تزکیہ کا کامل امتزاج تھا۔ نبی کریم ﷺ نے امت کو نہ صرف قرآن کی تلاوت اور احکام کی تعلیم دی بلکہ قلب کی صفائی اور نفس کی اصلاح پر بھی زور دیا، جیسا کہ حدیثِ جبرائیل میں احسان کی تعریف سے واضح ہے۔ مسجدِ نبوی میں 'اہلِ صفہ'—وہ غریب مہاجر اور انصار جو مسجد کے صحن میں رہتے تھے—زہد، توکل، کثرتِ عبادت اور دنیا سے بے رغبتی کی زندہ مثالیں تھے۔ ان کی روحانی تربیت نبی ﷺ کی براہِ راست نگرانی میں ہوتی تھی جہاں نماز، روزہ، ذکر اور اخلاقی اصلاح پر توجہ دی جاتی تھی۔ صحابہ کرام جیسے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زہد و تقویٰ کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ بعد کے صوفیاء انہیں اپنا شیخ طریقت قرار دیتے ہیں۔ یہ دور تصوف کی اصطلاح سے پہلے کا تھا مگر اس کا جوہر—تزکیۂ نفس، محبتِ الٰہی اور اللہ کی طرف رجوع—حاضر تھا۔ تحلیلی طور پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عہدِ صحابہ میں روحانی تربیت کوئی الگ 'تصوف' نہیں بلکہ اسلام کا لازمی حصہ تھی جو فتنوں اور دنیاوی کشمکش کے باوجود قلب کی پاکیزگی کو برقرار رکھتی تھی۔ یہ تصور امت کے لیے یہ پیغام رکھتا ہے کہ روحانی ارتقا ہمیشہ سنتِ نبوی سے جڑا رہنا چاہیے، نہ کہ بعد کی ایجادات پر (Qadiri Naqshbandi Shadhilli et al., 2025)۔

بعد کے ادوار میں تصوف کی باقاعدہ صورت دوسری صدی ہجری سے منظم ہونے لگی جب اموی اور عباسی دور کی دنیاداری اور مادی آسائش نے زہد کے جذبے کو جنم دیا۔ ابتدائی طور پر یہ زہد کی صورت میں ابھرا، جیسے بصرہ میں حسن بصری رحمہ اللہ کی تعلیمات، پھر عراق اور خراسان میں منظم حلقوں کی شکل اختیار کی۔ تیسری اور چوتھی صدی میں 'صوفی' کی اصطلاح عام ہوئی اور اون کے لباس والے زاہدوں کو صوفی کہا جانے لگا۔ گیارہویں صدی میں امام غزالی رحمہ اللہ نے 'احیاء علوم الدین' کے ذریعے تصوف کو شریعت کے ساتھ ہم آہنگ کر کے اسے عقلی اور شرعی بنیاد فراہم کی۔ بارہویں صدی سے طریقتوں (جیسے قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ) کا قیام ہوا جنہوں نے سلسلہ، خانقاہ، ذکر اور مرشد کی نگرانی کو باقاعدہ نظام دیا۔ یہ باقاعدہ صورت تصوف کو ایک منظم روحانی تربیت کا ذریعہ بنا دیتی ہے مگر اس کے ساتھ یہ چیلنج بھی پیدا ہوا کہ بعض اوقات شریعت سے انحراف کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تحلیلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ بعد کے ادوار میں تصوف نے اسلام کی عالمگیر توسیع کے ساتھ علاقائی رنگ اختیار کیے مگر اس کی بنیاد ہمیشہ قرآن، سنت اور صحابہ کے آثار پر قائم رہی۔ معاصر دور میں یہ باقاعدہ شکل امت کے لیے روحانی بحران کا علاج بن سکتی ہے بشرطیکہ اصولِ حدیث کی روشنی میں اس کی پاکیزگی برقرار رکھی جائے (Salleh & Mahmood, 2025; Qadiri Naqshbandi Shadhilli et al., 2025)۔

2. حدیث اور اصولِ حدیث کا تعارف

حدیث نبوی ﷺ اسلام کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے جو قرآن مجید کی عملی تشریح، احکام کی تفصیل اور امت کے لیے نمونۂ عمل فراہم کرتی ہے۔ لغوی طور پر 'حدیث' کا مطلب 'نیا کلام' یا 'خبر' ہے، جبکہ اصطلاحی طور پر یہ نبی اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات کی وہ روایات ہیں جو آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے منسوب ہیں۔ حدیث کی تین بنیادی اقسام ہیں: **حدیث قولی** وہ ہے جس میں نبی ﷺ کا کوئی فرمان یا قول بیان کیا گیا ہو، جیسے اخلاقی ہدایات یا احکام شرعی؛ **حدیث فعلی** آپ ﷺ کے افعال اور طریقۂ عمل کی روایت ہے، جو عبادات، معاملات اور روزمرہ زندگی میں نمونہ پیش کرتی ہے؛ اور **حدیث تقریری** وہ ہے جس میں صحابی کا کوئی عمل یا قول آپ ﷺ کی موجودگی میں ہوا اور آپ ﷺ نے اس کی خاموشی سے منظوری ظاہر کی۔ یہ تینوں اقسام مل کر سنتِ نبوی ﷺ کی مکمل تصویر کشی کرتی ہیں جو شریعت کی بنیاد ہے۔ معاصر محققین کے مطابق یہ تقسیم حدیث کو نہ صرف قانونی بلکہ اخلاقی اور روحانی جہتوں سے بھی مربوط کرتی ہے، تاکہ امت قرآن کے بعد اسی کو اپنا رہنما مانے۔ یہ اقسام امت کو یہ سبق دیتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ہدایت صرف الفاظ تک محدود نہیں بلکہ ان کے عمل اور منظوری بھی حجت ہے (Akbar, 2025)۔

اصولِ حدیث کا مفہوم علم مصطلح الحدیث یا علم الجرح والتعدیل ہے جو روایات کی صحت وضعف جانچنے کے قواعد وضوابط کا نام ہے۔ یہ علم سند (اسناد کی تسلسل، راویوں کی عدالت، ضبط اور اتصال) اور متن (متن کی سلامتی، عدمِ تعارض قرآن و سنت سے، اور عدم شذوذ یا علت) کی تنقید پر مبنی ہے۔ جرح و تعدیل کے قواعد راوی کی ثقاہت، حفظ، صداقت اور عدمِ تدلیس جیسے پہلوؤں کو پرکھتے ہیں، جبکہ متن کی جانچ میں تاریخی حقائق، عقلی دلائل اور دیگر معتبر روایات سے مطابقت دیکھی جاتی ہے۔ یہ اصول اس لیے وضع کیے گئے کہ ابتدائی صدیوں میں جھوٹی اور موضوع روایات کا سیلاب امت پر ٹوٹ پڑا تھا، جسے محدثین نے علمی دیانتداری سے روکا۔ جدید دور میں بھی یہ قواعد حدیث کی حفاظت کے لیے نہایت اہم ہیں، کیونکہ وہ روایت کو محض نقل سے بالاتر کر کے علمی تحقیق کا درجہ دیتے ہیں۔ تحلیلی طور پر اصولِ حدیث امت کو تحفظ دیتا ہے کہ صحیح سنت زندہ رہے اور سقیم روایات سے دین کی بنیاد متاثر نہ ہو (Shakeel et al., 2025)۔ یہ علم دراصل امت کی علمی ذمہ داری ہے جو دین کی پاکیزگی کو یقینی بناتا ہے۔

اصولِ حدیث کی اہمیت دین میں صحیح وسقیم روایات میں امتیاز پیدا کرنے کی ہے جو اسلام کی بنیادوں کو محفوظ رکھتی ہے۔ بغیر ان اصولوں کے حدیث کی حجیت مشکوک ہو جاتی ہے، جس سے فقہ، عقائد اور اخلاقیات متاثر ہوتے ہیں۔ صحیح حدیث (صحیح، حسن) کو قبول کیا جاتا ہے جبکہ ضعیف یا موضوع روایات کو رد یا مشروط طور پر استعمال کیا جاتا ہے، خاص طور پر فضائل اور تزکیۂ نفس میں۔ یہ امتیاز امت کو بدعات، خرافات اور تحریف سے بچاتا ہے، جیسا کہ معاصر فتنوں میں ضعیف روایات کے استعمال سے روحانی اور سماجی انتشار پیدا ہو رہا ہے۔ اصولِ حدیث نہ صرف تاریخی روایات کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ معاصر تقاضوں—جیسے مغربی تنقید یا اندرونی شکوک—کے مقابلے میں بھی دین کی صداقت کو برقرار رکھتے ہیں۔ تحلیلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ یہ علم محدثین کی کاوشوں کا نتیجہ ہے جو امت کو قرآن کے بعد سنت پر اعتماد دلاتا ہے۔ اگر یہ اصول نظر انداز کیے جائیں تو دین کی اساس ہی خطرے میں پڑ جائے گی، اس لیے ہر دور میں ان کی تعلیم اور اطلاق علمی اور دینی ضرورت ہے (Akbar, 2025; Shakeel et al., 2025)۔

3. تصوف میں رائج احادیث کی اقسام

تصوف میں رائج احادیث کی اقسام ایک وسیع اور گہرا موضوع ہے جو صوفی مشائخ کی روحانی تعلیمات کو قرآن و سنت سے جوڑتا ہے۔ صوفی حلقوں میں احادیث کا استعمال عموماً باطنی معانی، قلب کی صفائی اور الٰہی قرب کی طرف رجوع پر مبنی ہوتا ہے، جہاں ظاہری روایت کے ساتھ ساتھ تاویل اور باطنی تفسیر کو اہمیت دی جاتی ہے۔ یہ اقسام مختلف روحانی مقامات (مقامات) اور احوال سے متعلق ہوتی ہیں، جن میں بعض روایات صحیح اور حسن ہوتی ہیں جبکہ کچھ ضعیف یا موضوع بھی صوفی ادب میں رواج پا گئیں۔ تحلیلی طور پر یہ بات اہم ہے کہ تصوف شریعت سے الگ نہیں بلکہ اس کی تکمیل ہے، اس لیے رائج احادیث کی جانچ اصولِ حدیث کی روشنی میں ضروری ہے تاکہ تزکیۂ نفس کا راستہ تحریف سے محفوظ رہے۔ معاصر محققین نے صوفی روایات میں حدیث کی hermeneutics پر زور دیا ہے، جہاں صوفیاء حدیث کو روحانی تجربات سے مربوط کرتے ہیں (Isnaini, 2025)۔ یہ اقسام امت کو یہ سبق دیتی ہیں کہ روحانی ترقی سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی کے بغیر ناممکن ہے۔

فضائلِ اعمال سے متعلق احادیث تصوف میں بڑی تعداد میں رائج ہیں جو نوافل، صدقات، صلوٰۃ اور دیگر عبادات کے اجر و ثواب پر زور دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر حدیث "الصلوٰۃ نور" یا نفل نمازوں کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنے والی روایات صوفی مجالس میں کثرت سے بیان کی جاتی ہیں تاکہ سالک کو مستقل عبادت کی طرف راغب کیا جائے۔ صوفیاء ان احادیث کو باطنی نور اور قلب کی منوریت سے جوڑتے ہیں، جہاں ظاہری عمل باطنی احسان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ الغزالی اور دیگر مشائخ نے ان روایات کو احیاء علوم الدین جیسی تصانیف میں استعمال کیا تاکہ اعمال کی فضیلت کو روحانی ارتقا کا ذریعہ بنایا جائے۔ تاہم بعض فضائل کی احادیث ضعیف ہوتی ہیں جو صرف ترغیب کے لیے قبول کی جاتی ہیں، مگر اصولِ حدیث کے مطابق ان کی حجیت محدود رہتی ہے۔ یہ اقسام تزکیۂ نفس کے عمل کو تقویت دیتی ہیں کیونکہ فضائل اعمال سالک کو دنیاوی لالچ سے دور رکھ کر اللہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ معاصر مطالعے بتاتے ہیں کہ صوفی روایت میں یہ احادیث اخلاقی اصلاح اور عملی شریعت کی باطنی جہت کو زندہ رکھتی ہیں (Zainuddin et al., 2024)۔

ذکر و اذکار اور اوراد سے متعلق روایات تصوف کا قلب ہیں جو اللہ کے اسماء و صفات کے تکرار، تسبیحات اور مخصوص دعاؤں پر مبنی ہیں۔ حدیث "ألا بذكر الله تطمئن القلوب" صوفیاء کے لیے مرکزی حیثیت رکھتی ہے، جہاں ذکر کو قلب کی تسلی اور الٰہی محبت کا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے۔ مختلف طریقتوں میں صبح و شام کے اذکار، درود شریف اور حدیث قدسی جیسے "من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی" والی روایات عام ہیں جو سالک کو مستقل ذکر کی طرف لے جاتی ہیں۔ صوفی ادب میں یہ روایات نہ صرف زبانی تکرار بلکہ باطنی حضور اور مشاہدۂ الٰہی سے مربوط کی جاتی ہیں۔ الجونید بغدادی اور ابو عبد الرحمن السلمی جیسے صوفیاء نے ایسی روایات کو اپنی تعلیمات کا اساس بنایا۔ تحلیلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ ذکر کی یہ روایات شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے باطنی سفر کو ممکن بناتی ہیں، مگر بعض اوراد کی روایات ضعیف ہونے کے باوجود روحانی فوائد کی بنا پر استعمال ہوتی رہیں۔ یہ اقسام امت کو یہ یاد دلاتی ہیں کہ اللہ کا ذکر ہی قلب کی زندگی ہے (Zuherni, 2024)۔

زہد، اخلاص اور تزکیۂ نفس سے متعلق احادیث تصوف کی بنیاد ہیں جو دنیا سے بے رغبتی، نیت کی پاکیزگی اور نفس کی اصلاح پر زور دیتی ہیں۔ حدیث "الدنیا سجن المؤمن و جنۃ الکافر" یا اخلاص والی روایات جیسے "انما الاعمال بالنیات" صوفی مشائخ کی تعلیمات میں مرکزی ہیں۔ یہ احادیث زہد کو محض ترکِ دنیا نہیں بلکہ قلب کی آزادی قرار دیتی ہیں، جہاں اخلاص تمام اعمال کو قبولیت بخشتا ہے۔ صوفیاء ان روایات کو مقاماتِ تزکیہ—جیسے توبہ، ورع، زہد اور توکل—سے جوڑتے ہیں۔ السلمی کی "۴۰ حدیث علی التصوف" جیسی کتابیں ان اقسام کی زندہ مثال ہیں جہاں زہد اور اخلاص کو سنتِ نبوی سے ثابت کیا گیا۔ تزکیۂ نفس کی یہ روایات نفس امارہ سے نفس مطمئنہ تک کا سفر بیان کرتی ہیں۔ معاصر دور میں یہ احادیث مادی پرستی کے خلاف روحانی مزاحمت کا ذریعہ بن سکتی ہیں بشرطیکہ ان کی صحت کی جانچ کی جائے (Aljahsh, 2025)۔

کرامات و مناقب سے متعلق روایات تصوف میں صوفیاء کی روحانی طاقت اور اولیاء اللہ کی فضیلت بیان کرتی ہیں، جیسے کرامت کی اجازت والی حدیث "لا کرامۃ بعد نبوتی" کی تاویل یا اولیاء کی مناقب۔ صوفی ادب میں یہ روایات کشف، کرامت اور الٰہی مدد کو ثابت کرتی ہیں مگر محدثین انہیں احتیاط سے دیکھتے ہیں۔ یہ اقسام سالک کو مرشد کی

پیروی اور اللہ کے اولیاء کی محبت کی طرف راغب کرتی ہیں۔ تحلیلی طور پر یہ روایات شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے باطنی قوت کو ظاہر کرتی ہیں، مگر بعض میں تحریف کا خطرہ بھی موجود ہے۔ صوفیاء انہیں اللہ کی قدرت کی نشانی قرار دیتے ہیں۔ یہ اقسام امت کو یہ سبق دیتی ہیں کہ حقیقی کرامت تقویٰ اور سنت کی پیروی ہے، نہ کہ مادی معجزات (Salleh & Mahmood, 2025)۔

4. تصوف میں رائج احادیث کا اصولِ حدیث کی روشنی میں معیار

تصوف میں رائج احادیث کا اصولِ حدیث کی روشنی میں معیار ایک علمی ضرورت ہے جو صوفی ادب میں استعمال ہونے والی روایات کو قرآن و سنت کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ صوفی حلقوں میں روحانی تربیت کے لیے جو احادیث بیان کی جاتی ہیں، ان کی جانچ سند اور متن دونوں پہلوؤں سے کی جاتی ہے تاکہ تزکیۂ نفس کا راستہ تحریف سے محفوظ رہے۔ اصولِ حدیث کے مطابق ہر روایت دو حصوں پر مشتمل ہوتی ہے: سند (اسناد کی زنجیر) اور متن (روایت کا مفہوم)۔ صوفی مشائخ نے اپنی تعلیمات میں احادیث کا حوالہ دیا مگر بعض اوقات روحانی بصیرت (کشف) کی بنا پر ضعیف روایات کو بھی قبول کر لیا، جو محدثین کے نزدیک قابلِ توجہ ہے۔ یہ معیار امت کو یہ سبق دیتا ہے کہ باطنی ترقی ہمیشہ ظاہری شریعت اور صحیح سنت سے جڑی رہنی چاہیے، ورنہ نفسانی خواہشات یا بدعات داخل ہو سکتی ہیں۔ معاصر دور میں جب تصوف پر تنقید بڑھ رہی ہے تو یہ اصول تصوف کو پاکیزہ رکھنے کا ضامن بنتے ہیں۔

سند کی جانچ اصولِ حدیث کا بنیادی ستون ہے جس میں راویوں کا اتصال، عدالت اور ضبط دیکھا جاتا ہے۔ اتصالِ سند کا مطلب ہے کہ راویوں کی زنجیر مسلسل ہو، کوئی راوی چھوٹا نہ ہو اور ہر راوی نے پچھلے سے براہِ راست سنا ہو۔ عدالت راوی کی صداقت، تقویٰ اور اخلاقی پاکیزگی کو ظاہر کرتی ہے جبکہ ضبط اس کی یادداشت کی قوت اور روایت کی درستگی کو پرکھتا ہے۔ تصوف میں رائج کئی روایات کی سند میں انقطاع یا راویوں کی کمزوری پائی جاتی ہے، جیسے بعض صوفی مخصوص روایات جو لیقاء النبی یا کشف پر مبنی ہیں۔ محدثین جرح و تعدیل کے قواعد کے تحت راوی کو ثقہ یا ضعیف قرار دیتے ہیں۔ اگر سند میں کوئی راوی متروک یا مجہول ہو تو روایت ضعیف ہو جاتی ہے۔ تحلیلی طور پر سند کی یہ جانچ تصوف کو شریعت سے جوڑتی ہے کیونکہ بغیر مضبوط سند کے روحانی فوائد کا دعویٰ مشکوک ہو جاتا ہے۔ یہ عمل صوفی تعلیمات کو حقیقی سنتِ نبوی ﷺ سے مربوط رکھتا ہے اور امت کو جھوٹی کرامات یا اوراد سے بچاتا ہے (Muttaqin, 2023; Khan, 2025)۔

متن کی جانچ سند سے زیادہ نازک ہے کیونکہ یہ روایت کے مفہوم کو قرآن مجید، صحیح سنت اور عقلی دلائل سے موافقت پر پرکھتی ہے۔ اگر متن قرآن کی واضح تعلیمات سے متصادم ہو، تاریخ سے متعارض ہو یا عقلی طور پر ناممکن لگے تو روایت مردود ہو جاتی ہے چاہے سند مضبوط ہو۔ تصوف میں رائج بعض احادیث جو کرامات، کشف یا شدید زہد پر زور دیتی ہیں، متن کی جانچ میں شذوذ یا تعارض کا شکار پائی جاتی ہیں۔ صوفیاء متن کی باطنی تاویل کرتے ہیں مگر اصولِ حدیث کے مطابق تاویل حد سے زیادہ نہ ہو۔ مثال کے طور پر اگر کوئی روایت اخلاص یا ذکر کو ایسا بیان کرے جو شریعت کے احکام سے انحراف کرے تو اسے رد کیا جاتا ہے۔ یہ جانچ تصوف کو بدعت سے محفوظ رکھتی ہے اور روحانی تربیت کو قرآن و سنت کی حدود میں رکھتی ہے۔ معاصر محققین متن کی تنقید کو حدیث کی صداقت کا اہم ذریعہ قرار دیتے ہیں جو صوفی روایات کو بھی شامل کرتا ہے (Jamaludin et al., 2025)۔

علت، شذوذ اور نکارت کی تحقیق اصولِ حدیث کی اعلیٰ سطح ہے جو روایت میں چھپی ہوئی کمزوریوں کو سامنے لاتی ہے۔ علت وہ خفیہ عیب ہے جو روایت کو ضعیف بنا دیتا ہے، جیسے راوی کا غلطی سے روایت کرنا یا متن میں کوئی تاریخی تضاد۔ شذوذ کا مطلب ہے کہ روایت اپنے راویوں کی جماعت سے متضاد ہو جبکہ نکارت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ روایت معتبر راویوں سے منسوب نہیں ہو سکتی۔ تصوف میں بعض مناقب اور کرامات والی روایات میں یہ عیوب پائے جاتے ہیں جو صوفی ادب میں رواج پا گئے مگر محدثین نے انہیں موضوع یا ضعیف قرار دیا۔ یہ تحقیق علمی دیانتداری کا تقاضا ہے جو تصوف کو حقیقی روحانی راستے پر قائم رکھتی ہے۔ اگر ان پہلوؤں کو نظر انداز کیا جائے تو ضعیف روایات فضائل اور اوراد میں داخل ہو کر امت میں انتشار پیدا کر سکتی ہیں۔ تحلیلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ علت و شذوذ کی تحقیق تصوف کو شریعت کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے، جس سے سالک حقیقی تزکیۂ نفس حاصل کر سکتا ہے (Khan, 2025; Muttaqin, 2023)۔

5. تصوف میں مشہور بعض روایات کا تحقیقی جائزہ

تصوف میں مشہور بعض روایات کا تحقیقی جائزہ اصولِ حدیث کی روشنی میں ان کی سند اور متن کی پرکھ کرتا ہے جو صوفی ادب میں روحانی تربیت کے لیے بڑے پیمانے پر استعمال ہوتی رہیں۔ یہ روایات عموماً تزکیۂ نفس، معرفتِ الٰہی اور باطنی قرب سے متعلق ہیں مگر محدثین نے ان کی صحت پر سخت تنقید کی ہے تاکہ امت کو تحریف سے محفوظ رکھا جائے۔ پہلی مشہور روایت "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" صوفی حلقوں میں نفس کی معرفت کو رب کی معرفت سے جوڑنے والے مرکزی اصول کی حیثیت رکھتی ہے جو ابن عربی اور دیگر صوفیاء کی تعلیمات میں بار بار دہرائی جاتی ہے۔ تاہم محدثین کے نزدیک یہ حدیث نبوی ﷺ نہیں بلکہ ابتدائی مسلمانوں (تابعین یا صحابہ کے آثار) کا قول ہے جو حلیۃ الاولیاء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ یا دیگر سے منسوب ہے۔ اس کی سند میں کوئی متواتر یا حسن زنجیر نہیں ملتی اور یہ محض حکیمانہ قول ہے جو

اسلامی فلسفہ اور تصوف میں مقبول ہوا مگر نبوی حجیت نہیں رکھتا۔ تحلیلی طور پر یہ بات واضح ہے کہ نفس کی معرفت کا یہ مفہوم قرآن (سورۃ الحشر:18-19) اور صحیح احادیث سے مستنبط ہو سکتا ہے مگر اسے حدیث بنا کر پیش کرنے سے امت میں غلط فہمی پھیلتی ہے۔ صوفیاء اسے کشف اور باطنی بصیرت سے جوڑتے ہیں مگر اصولِ حدیث کے مطابق یہ روایت ضعیف سے بھی آگے، غیر نبوی حیثیت رکھتی ہے جو روحانی تربیت کو سنت سے جوڑنے کے بجائے ذاتی تجربات پر منحصر کر دیتی ہے۔ یہ جائزہ امت کو یاد دلاتا ہے کہ حقیقی معرفت ہمیشہ قرآن و سنت کی حدود میں رہتے ہوئے ممکن ہے، نہ کہ غیر مستند اقوال کی آڑ میں (Elias, 2020)۔

دوسری مشہور روایت "كنت كنزًا مخفيًا فأحببت أن أُعرَف فخلقت الخلق لأُعرَف" حدیث قدسی کی صورت میں صوفی ادب کا شاہکار سمجھی جاتی ہے جو خلقت کے مقصد کو الٰہی محبت اور معرفت سے جوڑتی ہے۔ سندی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ اس کی کوئی سند—چاہے ضعیف—بھی موجود نہیں؛ نہ تو کتابوں میں راویوں کی زنجیر ہے اور نہ ہی اتصال یا عدالت کے معیار پورے ہوتے ہیں۔ متن کی جانچ میں یہ قرآن (سورۃ الذاریات:56) سے مطابقت رکھتی نظر آتی ہے مگر اس کی صراحت اور الفاظ نبوی ﷺ سے ثابت نہیں۔ امام ابن تیمیہ، زرکشی، سخاوی اور ابن حجر رحمہم اللہ نے اسے صراحتاً موضوع اور بے بنیاد قرار دیا ہے کیونکہ یہ صوفی مخصوص فلسفۂ وحدت الوجود سے متاثر لگتی ہے۔ تحلیلی جائزہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگرچہ اس کا مفہوم الٰہی حکمت سے قریب ہے مگر اسے حدیث قدسی بنا کر پیش کرنے سے تصوف میں بدعت کا راستہ کھلتا ہے۔ صوفی مشائخ جیسے ابن عربی نے اسے فصوص الحکم میں بنیاد بنایا مگر محدثین کی تنقید کے مطابق یہ روایت صوفی تخیل کا نتیجہ ہے جو شریعت کی حدود سے باہر جا کر الٰہی ذات کی معرفت کو انسانی فلسفہ سے ملا دیتی ہے۔ معاصر دور میں بھی یہ روایت صوفی مجالس میں مقبول ہے مگر اصولِ حدیث کی روشنی میں اس کا استعمال صرف حکیمانہ قول کی حیثیت سے محدود رہنا چاہیے، نہ کہ حجت شرعی کی صورت میں۔ یہ جائزہ تصوف کو پاکیزہ رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے کہ روحانی بصیرت سنت سے جدا نہ ہو (Tohed.com, 2024; ResearchGate, 2025)۔

تیسری روایت "الدنیا جیفۃ وطالبوھا کلاب" اور اس جیسے دیگر مشہور اقوال تصوف میں زہد اور دنیا سے بے رغبتی کی تعلیم کے لیے استعمال ہوتے ہیں مگر ان میں حدیث نبوی اور قولِ بزرگان کا فرق واضح کرنا ضروری ہے۔ یہ الفاظ نبی اکرم ﷺ سے منسوب نہیں بلکہ بعض روایات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا تابعین کے اقوال سے تعلق رکھتے ہیں جو صوفی ادب میں حدیث کی شکل دے دیے گئے۔ حدیث اور قولِ بزرگان میں بنیادی فرق سند کی حجیت ہے؛ حدیث نبوی ﷺ کی سند متواتر یا حسن ہو تو وہ حجت ہے جبکہ بزرگان کے اقوال اخلاقی رہنمائی کے لیے مفید مگر شرعی دلیل نہیں۔ اس روایت کی سند میں انقطاع اور راویوں کی کمزوری پائی جاتی ہے جو اسے ضعیف سے بھی آگے لے جاتی ہے۔ تحلیلی طور پر یہ اقوال تصوف کی زہد کی تعلیم کو تقویت دیتے ہیں مگر انہیں حدیث کہہ کر پیش کرنے سے امت میں یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ دنیا سے بیزاری نبوی حکم ہے جبکہ صحیح احادیث (جیسے بخاری میں دنیا کی مثال) اسے امتحان قرار دیتی ہیں۔ صوفیاء ان اقوال کو باطنی زہد سے جوڑتے ہیں مگر اصولِ حدیث کا تقاضا ہے کہ انہیں ان کی اصل حیثیت—یعنی قولِ بزرگان—میں قبول کیا جائے تاکہ دین کی بنیاد متزلزل نہ ہو۔ یہ فرق امت کے لیے سبق ہے کہ روحانی تربیت میں مشہور اقوال کی کشش سے بالاتر ہو کر صحیح سنت پر عمل کیا جائے، ورنہ ضعیف روایات تزکیۂ نفس کو گمراہ کر سکتی ہیں۔ معاصر محققین نے ایسے اقوال کے حوالے سے صوفی روایات کی hermeneutics پر زور دیا ہے تاکہ تصوف شریعت کے دائرے میں رہے (Elias, 2020; ResearchGate, 2025)۔

6. صوفیاء کرام اور حدیث سے وابستگی

صوفیاء کرام اور حدیث سے وابستگی اسلام کی باطنی جہت اور ظاہری شریعت کے درمیان ایک مضبوط پل کی حیثیت رکھتی ہے جو تزکیۂ نفس کو سنتِ نبوی ﷺ کی بنیاد پر استوار کرتی ہے۔ ابتدائی صوفیاء کا سنت سے تعلق نہایت گہرا اور براہ راست تھا، کیونکہ وہ عہدِ تابعین اور بعد کے ادوار میں زہد، تقویٰ اور قلب کی صفائی پر مبنی زندگی گزارتے تھے جو نبی اکرم ﷺ کی سنت کا عملی نمونہ تھی۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ، جنہیں ابتدائی صوفیاء کا امام مانا جاتا ہے، نے زہد کی تعلیمات میں صحیح احادیث کا استعمال کیا اور دنیا سے بے رغبتی کو حدیثِ نبوی کی روشنی میں بیان کیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے تصوف کو "شریعت کی پابندی" قرار دیا اور اپنی تعلیمات میں سنت کی پیروی کو مرکزی حیثیت دی۔ یہ ابتدائی صوفیاء حدیث کی روایت اور عمل دونوں میں مہارت رکھتے تھے، کیونکہ ان کا دور حدیث کی جمع و تدوین کے ساتھ ملتا تھا۔ وہ کشف یا باطنی بصیرت کو سنت سے الگ نہیں کرتے تھے بلکہ اسے سنت کی تکمیل سمجھتے تھے۔ تحلیلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ ابتدائی صوفیاء کی سنت سے وابستگی امت کو یہ سبق دیتی ہے کہ روحانی تربیت کوئی الگ راہ نہیں بلکہ قرآن و سنت کی عملی تفسیر ہے۔ اگر یہ تعلق کمزور ہو جائے تو تصوف بدعت اور نفسانی خواہشات کا شکار ہو سکتا ہے۔ معاصر دور میں بھی یہ تاریخی حقیقت تصوف کو شریعت کے دائرے میں رکھنے کا ضامن ہے۔

محدث صوفی شخصیات کی ایک شاندار فہرست ہے جنہوں نے حدیث کی خدمت اور تصوف کی تربیت کو ایک ساتھ انجام دیا۔ امام غزالی رحمہ اللہ (وفات 505 ہجری) نے "احیاء علوم الدین" میں روحانی اخلاقیات کو حدیث کی روشنی میں بیان کیا، حالانکہ کتاب میں بعض ضعیف روایات بھی شامل ہیں جو فضائل اور ترغیب کے لیے استعمال ہوئیں، نہ کہ فقہی احکام کے لیے۔ محدثین نے ان روایات کی تخریج کی مگر امام غزالی کی مجموعی وابستگی سنت سے ناقابلِ انکار ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ (وفات 676 ہجری)،

جو حدیث کے امام تھے، "ریاض الصالحین" اور "اربعین نووی" جیسی کتابیں تصنیف کیں اور خود کو صوفی طریقہ سے وابستہ قرار دیا۔ انہوں نے سنت کی پیروی کو تصوف کی بنیاد بتایا۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ (وفات 561 ہجری) حدیث اور فقہ کے عالم تھے جنہوں نے صحیح حدیث و تفسیر پڑھائی اور دوپہر روحانی تربیت کی۔ ان کی کتابیں "الغنیۃ" اور "فتوح الغیب" میں ضعیف روایات بھی ہیں مگر ان کی زندگی اتباعِ سنت کی مثال ہے۔ یہ شخصیات حدیث کی رجال اور متن دونوں کی جانچ کرتے ہوئے تصوف کو شریعت سے ہم آہنگ رکھتی تھیں۔ تحلیلی طور پر یہ بات واضح ہے کہ ان محدث صوفیاء نے تصوف کو حدیث کی کمزوریوں سے پاک رکھنے کی کوشش کی، جو امت کے لیے رہنمائی ہے۔ یہ شخصیتوں کی میراث آج بھی تصوف کو حقیقی سنت سے جوڑنے کا ذریعہ ہے۔

اہلِ تصوف کے ہاں اتباعِ سنت کی تاکید نہایت شدید اور مرکزی حیثیت رکھتی ہے جو شریعت اور حقیقت کے توازن کو قائم رکھتی ہے۔ صوفی مشائخ نے بار بار کہا کہ بغیر سنت کی پیروی کے کوئی روحانی مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ امام غزالی نے "منقذ من الضلال" میں صوفیوں کی تعریف کرتے ہوئے ان کی سنت کی پیروی کو بہترین قرار دیا۔ شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا کہ "جو سنتِ رسول ﷺ کو زندہ کرے وہ میرا مرید ہے اور جو چھوڑے وہ مجھ سے نہیں"۔ امام نووی نے تصوف کی خصوصیات میں "حضورِ الٰہی اور سنت کی پیروی" کو شامل کیا۔ اہلِ تصوف کے نزدیک اتباعِ سنت کا مطلب ظاہری احکام کی پابندی کے ساتھ باطنی اخلاص اور محبتِ الٰہی ہے۔ یہ تاکید اس لیے ضروری ہے کہ بعض صوفی حلقوں میں کشف یا اوراد کی طرف زیادہ رجحان سے سنت کی جگہ کم ہو سکتی ہے۔ تحلیلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ اتباعِ سنت کی یہ تاکید تصوف کو بدعت سے محفوظ رکھتی ہے اور اسے اسلام کی باطنی جہت بناتی ہے۔ معاصر تقاضوں میں جب تصوف پر تنقید ہوتی ہے تو یہ تاکید امت کو یاد دلاتی ہے کہ حقیقی صوفی وہی ہے جو سنت کا پابند ہو۔ اس طرح صوفیاء کرام کی حدیث سے وابستگی امت کے روحانی اور عملی سفر کو قرآن و سنت کی روشنی میں محفوظ رکھتی ہے۔

.7 ضعیف و موضوع احادیث کے رواج کے اسباب

ضعیف و موضوع احادیث کے رواج کے اسباب تصوف میں ایک پیچیدہ علمی اور تاریخی حقیقت ہیں جو روحانی تربیت کے جذبے اور اصولِ حدیث کی پابندی کے درمیان توازن کی کمی کو ظاہر کرتے ہیں۔ صوفی حلقوں میں یہ روایات کثرت سے بیان کی جاتی ہیں کیونکہ تصوف قلب کی دنیا، محبتِ الٰہی اور تزکیۂ نفس پر زور دیتا ہے، جہاں ترغیب اور رقت کا عنصر مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ محدثین کے نزدیک فضائلِ اعمال، مواعظ اور رقائق میں ضعیف احادیث (جو شدید ضعیف یا موضوع نہ ہوں) کو ترغیب کے لیے بیان کرنے میں تساہل جائز سمجھا جاتا ہے، مگر صوفی ادب میں یہ تساہل بعض اوقات حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ موضوع روایات بھی روحانی فوائد کی آڑ میں مقبول ہو جاتی ہیں۔ یہ رواج امت کے لیے چیلنج ہے کیونکہ یہ شریعت کی پاکیزگی کو متاثر کر سکتا ہے۔ تحلیلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ جب روحانی جذبہ علمی تحقیق پر غالب آ جائے تو ضعیف روایات کا سیلاب امت میں خرافات اور بدعات کا باعث بنتا ہے۔ معاصر دور میں جب تصوف پر تنقید بڑھ رہی ہے تو ان اسباب کی نشاندہی کرنا ضروری ہے تاکہ حقیقی تزکیۂ نفس سنتِ نبوی ﷺ سے جڑا رہے۔

فضائل میں تساہل کا رجحان ضعیف و موضوع احادیث کے رواج کا سب سے بڑا سبب ہے۔ محدثین کرام کے نزدیک فضائلِ اعمال، ترغیب و ترہیب اور اخلاقی نصیحت میں ضعیف روایات کو بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ شدید ضعیف نہ ہوں اور متن شریعت سے متصادم نہ ہو۔ صوفی مشائخ نے اس اصول کو اپنی تصانیف اور مجالس میں وسیع پیمانے پر اپنایا، جیسے فضائلِ ذکر، نوافل اور زہد کی روایات میں۔ امام غزالی رحمہ اللہ کی "احیاء علوم الدین" یا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتابوں میں بھی ایسے روایات شامل ہیں جو ترغیب کے لیے استعمال ہوئیں۔ تاہم یہ تساہل بعض اوقات موضوع روایات تک جا پہنچا کیونکہ صوفیاء روحانی اثر اور قلب کی نرمش کو ترجیح دیتے تھے۔ تحلیلی طور پر یہ رجحان مفید بھی ہے کیونکہ یہ عوام کو نیکی کی طرف راغب کرتا ہے مگر خطرناک بھی، کیونکہ بغیر ضعف کی وضاحت کے یہ روایات حجت سمجھ لی جاتی ہیں۔ نتیجتاً امت میں یہ غلط فہمی پھیلتی ہے کہ ہر روایت جو روحانی فائدہ دے وہ نبوی ہے۔ یہ تساہل تصوف کو شریعت سے الگ کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے اگر اسے کنٹرول نہ کیا جائے۔

عوامی حکایات اور غیر تحقیقی منابر ضعیف روایات کے پھیلاؤ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ صوفی خانقاہوں، مجالسِ ذکر اور عوامی وعظ میں قصص، کرامات اور روحانی حکایات بیان کی جاتی ہیں جو اکثر ضعیف یا موضوع روایات پر مبنی ہوتی ہیں۔ یہ منابر علمی تحقیق کی بجائے عوامی جذبات اور رقتِ قلب کو نشانہ بناتے ہیں، جہاں مرشد کی بات یا مشہور قصہ حجت بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر بعض صوفی ملفوظات یا کرامات کی کہانیاں جو حدیث کی شکل دے دی جاتی ہیں، عوام میں تیزی سے پھیلتی ہیں۔ غیر تحقیقی وعظ کرنے والے علماء یا قصہ گو لوگ ان روایات کو بغیر سند کے بیان کرتے ہیں، جس سے امت میں یہ رواج عام ہو جاتا ہے۔ تحلیلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ عوامی سطح پر روحانی تربیت کی ضرورت اور علمی دیانتداری کی کمی اس رواج کو ہوا دیتی ہے۔ معاصر دور میں سوشل میڈیا اور غیر مستند ویڈیوز نے اسے مزید تقویت دی ہے۔ نتیجتاً عوام صحیح اور ضعیف میں فرق کرنا بھول جاتے ہیں اور روحانی فوائد کی تلاش میں تحریف کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ملفوظات کو حدیث سمجھ لینے کی غلطی ضعیف روایات کے رواج کا ایک اور اہم سبب ہے۔ صوفی ادب میں مشائخ کے ملفوظات (جیسے قولِ بزرگان یا کشف پر مبنی بیانات) اکثر حدیث نبوی کی صورت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" یا "کنت کنزاً مخفیاً" جیسی روایات جو اصل میں آثار یا حکیمانہ اقوال ہیں، انہیں حدیث کہہ کر بیان کیا جاتا ہے۔ صوفی طلبہ اور عام لوگ مرشد کے کلام کو نبوی سنت سمجھ لیتے ہیں کیونکہ روحانی سلسلہ میں مرشد کی بات کو برکت کا ذریعہ مانا جاتا ہے۔ یہ غلطی اس لیے ہوتی ہے کہ تصوف میں باطنی بصیرت اور کشف کو سنت سے ہم پلہ سمجھا جاتا ہے۔ تحلیلی طور پر یہ غلطی علمی عدم آگاہی اور تصوف کی باطنی جہت کو ظاہری حدیث سے الگ نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ نتیجتاً موضوع اقوال حدیث کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جو امت میں انتشار پیدا کرتے ہیں۔ یہ غلطی تصوف کو پاکیزہ رکھنے کے لیے اصولِ حدیث کی تعلیم کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

.8 معاصر دور میں تصوفی روایات کی تحقیق کی ضرورت

معاصر دور میں تصوفی روایات کی تحقیق کی ضرورت ایک فوری علمی اور دینی تقاضا ہے جو ڈیجیٹل انقلاب اور نوجوان نسل کی عقلی بیداری کے تناظر میں شدت اختیار کر چکی ہے۔ تصوف کی باطنی جہت—جو تزکیۂ نفس، ذکر اور الٰہی قرب پر مبنی ہے—آج سوشل میڈیا کی تیز رفتار اشاعت کے باعث غیر مستند احادیث کے سیلاب کا شکار ہو رہی ہے۔ فیس بک، انسٹاگرام، ٹک ٹاک اور یوٹیوب پر صوفی مجالس، اوراد اور روحانی حکایات کی ویڈیوز لاکھوں نوجوانوں تک پہنچ رہی ہیں جن میں "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" یا "کنت کنزاً مخفیاً" جیسی روایات کو نبوی حدیث کی حیثیت دے کر پیش کیا جاتا ہے، حالانکہ محدثین انہیں غیر مستند قرار دیتے ہیں۔ یہ اشاعت نہ صرف سند و متن کی جانچ سے عاری ہے بلکہ تصوف کو ایک "روحانی انٹرٹینمنٹ" بنا کر اس کی شرعی بنیاد کو کمزور کر رہی ہے۔ پاکستان جیسے ممالک میں صوفی پریکٹسز کی سوشل میڈیا پر پیشکش قرآن و حدیث سے انحراف اور تحریفات کا باعث بن رہی ہے، جہاں ڈیجیٹل پلیٹ فارمز عوامی جذبات کو نشانہ بنا کر ضعیف روایات کو وائرل کرتے ہیں۔ تحلیلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ سوشل میڈیا کی الگورتھم جذبات پر مبنی مواد کو ترجیح دیتی ہے جس سے علمی تحقیق کی جگہ رقتِ قلب غالب آ جاتی ہے، نتیجتاً امت میں عقائدی انتشار پھیل رہا ہے۔ اگر اس رواج کو اصولِ حدیث کی روشنی میں روکا نہ گیا تو تصوف کی حقیقی جہت—جو شریعت کی تکمیل ہے—ایک کاروباری اور نفسانی آلہ بن کر رہ جائے گی۔ یہ ضرورت اس لیے بھی اہم ہے کہ ڈیجیٹل دور میں تصوفی روایات کی تحقیق امت کو حقیقی سنتِ نبوی ﷺ سے جوڑے گی اور سوشل میڈیا کے فتنے سے محفوظ رکھے گی۔

نوجوان نسل کے سوالات اور علمی تشکیک معاصر تصوف کی تحقیق کو مزید ناگزیر بنا رہے ہیں۔ آج کے نوجوان—جو یونیورسٹیوں، سائبر اسپیس اور مغربی تعلیم کے زیر اثر ہیں—تصوفی روایات کی صحت پر سوالات اٹھا رہے ہیں جیسے "کیا یہ حدیث نبوی ہے یا صوفی مشائخ کا قول؟"، "سند کیوں ضعیف ہے اور پھر بھی مجالس میں بیان کی جاتی ہے؟" یا "تصوف شریعت سے الگ تو نہیں؟"۔ یہ تشکیک سوشل میڈیا پر وائرل ضعیف روایات، غیر تحقیقی خانقاہی وعظوں اور ڈیجیٹل فتنی کا نتیجہ ہے جو نوجوانوں میں علمی بے چینی پیدا کر رہی ہے۔ معاصر مطالعے بتاتے ہیں کہ سوشل میڈیا پر صوفی پریکٹسز کی پیشکش نوجوانوں کو روایتی تصوف سے دور کر رہی ہے جبکہ بعض میں یہ "ڈیجیٹل تصوف" کی شکل اختیار کر کے روایتی زاویوں سے جڑے ہوئے ہے مگر گہرائی سے محروم۔ تحلیلی طور پر یہ بات واضح ہے کہ اگر ان سوالات کا جواب اصولِ حدیث کی روشنی میں نہ دیا گیا تو نوجوان نسل تصوف سے دور ہو کر یا تو مادی پرستی یا انتہا پسندانہ ردِ عمل کا شکار ہو سکتی ہے۔ جہاں سائنسی سوچ اور عقلی تنقید غالب ہے، وہاں بغیر تحقیق کے تصوفی روایات کی پیشکش امت کے مستقبل کو خطرے میں ڈال رہی ہے۔ نوجوانوں کی یہ تشکیک دراصل ایک مثبت موقع ہے کہ تصوف کو قرآن و سنت کی بنیاد پر دوبارہ متعارف کرایا جائے اور اسے بدعات سے پاک کیا جائے۔ بغیر اس تحقیق کے تصوف کی ساکھ متاثر ہو گی اور امت کی روحانی تربیت کا راستہ مسدود ہو جائے گا، کیونکہ نوجوان ہی امت کا مستقبل ہیں۔

تصوف کی علمی تطہیر اور اصلاحی ضرورت آج کے دور میں سب سے بڑا چیلنج اور ذمہ داری ہے جو حمکہ جیسے جدید مفکرین کی تعلیمات سے مستفید ہو کر ممکن ہے۔ حمکہ نے تصوف کی تطہیر کا تصور پیش کیا جو اسے شریعت، سنت اور عقلی دلائل سے ہم آہنگ کرتے ہوئے بدعات، خرافات اور غیر اسلامی عناصر سے پاک کرتا ہے۔ یہ تطہیر نہ صرف ضعیف روایات کی جانچ بلکہ تصوف کو معاصر تقاضوں—جیسے ڈیجیٹل اخلاقیات اور نوجوانوں کی نفسیاتی ضروریات—سے ہم آہنگ کرنے کا نام ہے۔ معاصر محققین کا کہنا ہے کہ نسلِ زی (Generation Z) کے لیے تصوف حمکہ کی فکر کے مطابق ایک کثیر الجہتی حل ہے جو اخلاقی بحران کا علاج کر سکتا ہے۔ تحلیلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ اگر تصوف کو علمی طور پر تطہیر نہ کیا گیا تو یہ ایک الگ تھلگ فرقہ بن کر رہ جائے گا جو امت کی وحدت کو توڑ دے گا۔ اصلاحی ضرورت اس لیے ہے کہ صوفی خانقاہوں، مجالس اور تعلیمی نصاب میں اصولِ حدیث کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ مریدین اور عوام صحیح اور سقیم میں فرق کر سکیں۔ یہ عمل نہ صرف تصوف کی حفاظت کرے گا بلکہ امت کو ایک متوازن، زندہ اور سنت پر مبنی روحانی راستہ فراہم کرے گا۔ اگر یہ تطہیر نظر انداز کی گئی تو تصوف کے نام پر پھیلنے والی تحریفات امت کے عقائد اور اخلاق کو متاثر کر دیں گی۔ معاصر دور میں یہ تحقیق تصوف کو ایک زندہ، شرعی اور عقلی قوت بنا دے گی جو نوجوان نسل کو حقیقی تزکیۂ نفس کی طرف راغب کرے گی۔

9.تصوف اور اصولِ حدیث میں تطبیق کی راہیں

تصوف اور اصولِ حدیث میں تطبیق کی راہیں امت کے لیے ایک اہم علمی اور عملی راستہ ہیں جو باطنی تزکیۂ نفس کو ظاہری شریعت اور سنتِ نبوی ﷺ سے ہم آہنگ کرتی ہیں۔ خانقاہی حلقوں میں علمِ حدیث کی ترویج اس تطبیق کا بنیادی ستون ہے۔ تاریخی طور پر خانقاہوں میں صرف ذکر و اوراد ہی نہیں بلکہ صبح و شام حدیث کی تعلیم اور تخریج کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ اور امام غزالی رحمہ اللہ جیسی شخصیات نے خانقاہی نظام میں حدیث کی تعلیم کو لازمی قرار دیا تاکہ سالک شریعت کی پابندی کے بغیر روحانی ترقی نہ کر سکے۔ معاصر دور میں بھی کچھ خانقاہوں اور تعلیمی مراکز میں علمِ حدیث کی کلاسز اور سند کی جانچ کا اہتمام کیا جا رہا ہے، مگر یہ ابھی محدود ہے۔ اگر خانقاہی حلقوں میں اصولِ حدیث کی باقاعدہ تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے تو مریدین ضعیف روایات سے بچ سکیں گے اور روحانی تربیت حقیقی سنت پر مبنی ہو گی۔ تحلیلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ جب خانقاہ علمِ حدیث کی ترویج کا مرکز بنے گی تو تصوف بدعت اور خرافات سے محفوظ رہے گا اور امت کی وحدت کو تقویت ملے گی۔ یہ ترویج نہ صرف علمی بلکہ عملی طور پر سالک کو سنت کی پیروی سکھائے گی جو تصوف کی اصل روح ہے۔

مستند کتبِ اذکار و فضائل کا انتخاب تطبیق کی ایک اہم راہ ہے جو صوفی حلقوں کو غیر مستند روایات سے پاک کر سکتی ہے۔ ریاض الصالحین (امام نووی رحمہ اللہ)، مشکوٰۃ المصابیح، اور الادب المفرد جیسی کتابیں فضائل اور اذکار کے لیے مستند ذرائع ہیں جن میں حدیث کی سند اور متن دونوں کی جانچ موجود ہے۔ صوفی مشائخ کو چاہیے کہ اپنی مجالس اور خانقاہوں میں انہی کتب کو ترجیح دیں جن میں ضعیف روایات کی وضاحت بھی ہو۔ مثال کے طور پر امام غزالی کی احیاء علوم الدین میں بعض ضعیف روایات ہیں مگر انہیں فضائل کے لیے مشروط طور پر استعمال کیا گیا۔ اگر خانقاہوں میں مستند کتب کا انتخاب کیا جائے اور ان کی تخریج پر زور دیا جائے تو سالکین کو صحیح اور سقیم میں فرق کرنے کی تربیت ملے گی۔ تحلیلی طور پر یہ انتخاب تصوف کو شریعت سے ہم آہنگ رکھتا ہے کیونکہ فضائل کی ترغیب سنت کی حدود میں رہتے ہوئے ممکن ہو گی۔ معاصر تقاضوں میں جب سوشل میڈیا پر غیر مستند اوراد وائرل ہو رہے ہیں تو مستند کتب کا انتخاب نوجوان نسل کو حقیقی روحانی تربیت فراہم کرے گا اور تصوف کی ساکھ کو بحال کرے گا۔

روحانیت کو سنتِ نبوی ﷺ کے تابع کرنا تطبیق کی سب سے اعلیٰ راہ ہے جو تصوف کو اس کی اصل جڑوں سے جوڑتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سنت ظاہری اور باطنی دونوں پہلوؤں کی مکمل نمائندگی کرتی ہے، جیسا کہ حدیثِ جبرائیل میں احسان کی تعریف سے واضح ہے۔ صوفیاء کرام کا اصل مشن یہی تھا کہ کشف، ذکر اور تزکیۂ نفس کو سنت کی پابندی کے تابع رکھا جائے۔ اگر روحانیت کو سنت سے الگ کر دیا جائے تو یہ نفسانی خواہشات یا بدعات کا شکار ہو سکتی ہے۔ تحلیلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ جب سالک سنت کی پیروی کو اپنی روحانی ترقی کا معیار بنائے گا تو اس کا ذکر، زہد اور اخلاص حقیقی ہو گا۔ معاصر دور میں یہ تابعداری اس لیے ضروری ہے کہ ڈیجیٹل فتنوں اور مغربی اثرات سے بچاؤ ممکن ہو۔ خانقاہوں اور تعلیمی نصاب میں سنت کی تعلیم کو مرکزی حیثیت دے کر تصوف کو ایک متوازن اور شرعی راستہ بنایا جا سکتا ہے جو امت کے لیے روحانی بحران کا علاج ثابت ہو گا۔ یہ تطبیق نہ صرف تصوف کی حفاظت کرے گی بلکہ امت کو قرآن و سنت کی روشنی میں ایک زندہ روحانی سفر فراہم کرے گی۔

خلاصہ

تصوف اور اصولِ حدیث کے باہمی تعلق کا یہ جائزہ واضح کرتا ہے کہ تصوف اسلام کی باطنی جہت ہے جو شریعت کی تکمیل کرتی ہے، مگر اس کی پاکیزگی کا انحصار صحیح حدیث پر ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا کہ صوفی حلقوں میں رائج کئی مشہور روایات، جیسے "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" اور "کنت کنزاً مخفیاً"، محدثین کے نزدیک غیر نبوی ہیں اور ان کی سند و متن دونوں میں کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ ابتدائی صوفیاء اور محدث صوفی شخصیات جیسے امام غزالی، امام نووی اور شیخ عبد القادر جیلانی نے سنت کی پیروی کو تصوف کی بنیاد قرار دیا، مگر بعد کے ادوار میں فضائل میں تساہل، عوامی حکایات اور ملفوظات کو حدیث سمجھ لینے کی غلطی سے ضعیف و موضوع روایات کا رواج بڑھا۔ معاصر دور میں سوشل میڈیا نے اس مسئلے کو مزید شدت دی ہے جہاں غیر مستند روایات تیزی سے پھیل رہی ہیں اور نوجوان نسل میں علمی تشکیک پیدا کر رہی ہیں۔ نتیجتاً تصوف کی حقیقی روح—تزکیۂ نفس اور احسان—سنت سے انحراف کا شکار ہو رہی ہے۔ یہ جائزہ یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ بغیر اصولِ حدیث کی روشنی میں تحقیق کے تصوف کی باطنی تربیت شریعت کی حدود سے باہر جا سکتی ہے، جو امت کے عقائد اور اخلاقیات کے لیے خطرہ ہے۔

نتائج

تحقیق کے نتائج سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ خانقاہی حلقوں میں علمِ حدیث کی ترویج کی کمی، مستند کتبِ اذکار و فضائل کے بجائے غیر مستند مواد کا استعمال، اور روحانیت کو سنت کے تابع نہ کرنے کی وجہ سے تصوف میں تحریفات پیدا ہوئیں۔ سند کی جانچ (اتصال، عدالت، ضبط) اور متن کی جانچ (قرآن و سنت سے موافقت، علت، شذوذ) کے اصولوں کو نظر انداز کرنے سے ضعیف روایات فضائل، ذکر اور کرامات میں داخل ہو گئیں۔ معاصر تقاضوں میں سوشل میڈیا اور غیر تحقیقی منبروں نے اس رواج کو ہوا دی، جس سے نوجوان نسل تصوف کو ایک الگ تھلگ فرقہ سمجھنے لگی ہے۔ یہ صورتحال امت کی روحانی وحدت کو متاثر کر رہی ہے۔ تاہم مثبت پہلو یہ ہے کہ ابتدائی صوفیاء

کی سنت سے گہری وابستگی اور بعض محدث صوفیاء کی میراث اب بھی تصوف کو درست راستے پر لانے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ نتیجتاً یہ واضح ہوا کہ تصوف کی قدر و قیمت اس وقت تک قائم رہے گی جب تک یہ قرآن و سنت کی حدود میں رہے گی۔

سفارشات

توصیات کے مطابق خانقاہی حلقوں اور صوفی تعلیمی مراکز میں اصولِ حدیث کی باقاعدہ تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ مریدین سند و متن کی جانچ خود کر سکیں۔ مستند کتب جیسے ریاض الصالحین، مشکوٰۃ المصابیح اور الادب المفرد کو اذکار و فضائل کی بنیاد بنایا جائے اور غیر مستند روایات کی نشاندہی کی جائے۔ سوشل میڈیا پر تصوفی مواد پیش کرنے والوں کو سند کی وضاحت لازمی کرنی چاہیے۔ نوجوان نسل کے لیے خصوصی ورکشاپس اور نصاب میں تصوف اور اصولِ حدیث کی تطبیق کو شامل کیا جائے تاکہ ان کے سوالات کا شرعی اور عقلی جواب مل سکے۔ روحانیت کو ہمیشہ سنتِ نبوی ﷺ کے تابع رکھا جائے اور کشف یا اوراد کو شریعت سے بالاتر نہ سمجھا جائے۔ علماء کرام اور صوفی مشائخ مل کر تصوف کی علمی تطہیر کا کام کریں تاکہ یہ امت کے لیے ایک متوازن روحانی راستہ بنے۔ اگر یہ سفارشات عملی شکل اختیار کر لیں تو تصوف اپنی اصل پاکیزگی اور برکت کو بحال کر سکے گا اور امت کو قرآن و سنت کی روشنی میں حقیقی تزکیۂ نفس حاصل ہو سکے گا۔

References

Akbar, N. (2025). Hadis sahih, hasan, daif dan maudu'. *Journal of relevant Hadith studies*. https://haddatsana.com/index.php/jsimahadaly/article/view/103

Aljahsh, M. A. I. (2025). From practice to metaphysics: The evolution of spiritual stations in Ibn ‘Arabī’s thought. *Teosofi: Jurnal Tasawuf dan Pemikiran Islam, 15*(2), 289-312. https://doi.org/10.15642/teosofi.2025.15.2.289-312

Awan, T. A. (2020). اصول حدیث کے مصنفین و چند اہم تصانیف. *Noor-e-Marfat*.

Banuri.edu.pk. (n.d.). فضائلِ اعمال اور انکارِ ضعیف احادیث. https://www.banuri.edu.pk/bayyinat-detail/%D9%81%D8%B6%D8%A7%D8%A6%D9%84-%D8%A7%D8%B9%D9%85%D8%A7%D9%84-%D8%A7%D9%88%D8%B1%D8%A7%D9%86%DA%A9%D8%A7%D8%B1-%D8%B6%D8%B9%DB%8C%D9%81-%D8%A7%D8%AD%D8%A7%D8%AF%DB%8C%D8%AB

Complexities in Contemporary Pakistan. *Jurnal Sosiologi Reflektif, 18*(2). https://ejournal.uin-suka.ac.id/isoshum/sosiologireflektif/article/view/3038

Deoband.org. (2010, April). Hadiths reported by Sufis. https://www.deoband.org/2010/04/sufism/why-are-the-hadiths-reported-by-sufis-not-accepted-by-hadith-scholars/

Deoband.org. (2010, April). Hadiths reported by Sufis. https://www.deoband.org/2010/04/sufism/why-are-the-hadiths-reported-by-sufis-not-accepted-by-hadith-scholars/

Elias, A. A. (2020). Whoever knows himself, knows his Lord. *Abu Amina Elias*. https://www.abuaminaelias.com/whoever-knows-himself-knows-his-lord/

Fatima, H. A. (2024). روحانی تطہیر، زہد و تقویٰ اور تعلق باللہ کا جامع تجزیہ: سیرتِ نبوی ﷺ میں تصوف کے بنیادی عناصر. *Journal of Applied Linguistics and TESOL*. https://jalt.com.pk/index.php/jalt/article/view/852

Gambari, Y. D. (2023). A discourse on Sufis’ approach to the application of Ḥadīth. *International Journal of Umranic Studies, 6*(2). https://doi.org/10.59202/ijus.v6i2.734

Gambari, Y. D. (2023). A discourse on Sufis’ approach to the application of Ḥadīth. *International Journal of Islamic Studies*. https://journal.uin-alauddin.ac.id/index.php/ijis/article/view/39225

Ghayb.com. (2025, May 10). Abdul Qadir al-Jilani - The Qadiriyya Order. https://ghayb.com/abdul-qadir-al-jilani-1077-1166-the-founder-of-the-qadiriyya-order/

Hadith of the Day. (2024, November 6). The use of weak ahadith to encourage virtuous deeds. https://hadithoftheday.com/the-use-of-weak-ahadith-to-encourage-virtuous-deeds/
Idri, M. A., & Baru, R. (2017). The criticism on Sufi's Hadith narration methods. *International Journal of Academic Research in Business and Social Sciences, 7*(5), 445-453.
IslamQA.info. (2014). A brief look at Abdul-Qadir Jilani. https://islamqa.info/en/answers/143615
IslamQA.info. (2015, November 23). کچھ علمائے کرام کی کتب میں ضعیف احادیث پائے جانے کا سبب. https://islamqa.info/ur/answers/105726
Isnaini, M. (2025). Hermeneutics of Hadith in the Sufi tradition. *Journal of relevant Sufi-Hadith studies*.
Isnaini, M. (2025). Hermeneutics of Hadith in the Sufi tradition: Analysis the concept of Hadith interpretation among the Sufis. *Multidisciplinary Indonesian Center Journal*. https://e-jurnal.jurnalcenter.com/index.php/micjo/article/download/807/573
Isnaini, M. (2025). Hermeneutics of Hadith in the Sufi tradition: Analysis the concept of Hadith interpretation among the Sufis. *Multidisciplinary Indonesian Center Journal*. https://e-jurnal.jurnalcenter.com/index.php/micjo/article/download/807/573
Jamaludin, F., Elhady, A., & Kasman, K. (2025). Resolving the hadith contradictions according to the principles of hadith. *Tsaqafah: Journal of Islamic Studies*.

Khan, A. N. (2025). An analytical study of the points of convergence and divergence in the principles of hadith between muhaddithin and fuqaha. *Journal of Religion and Society*.

Khan, I. A. (2007). The authentication of Hadith: Redefining criteria. *American Journal of Islamic Social Sciences*.
Khursheed Nadeem. (2025, February 1). سوشل میڈیا کے مذہبی مباحث: ایک تاثر. *Dunya.com.pk*. https://dunya.com.pk/index.php/author/khursheed-nadeem/2025-02-01/49182/98151537
Muttaqin, N. (2023). Sanad and matan criticism in the framework of hadith studies. *Semantics Scholar / ResearchGate publication*.

Nasor, M. A. S. (2024). Sufism as a Generation (Z) Solution: A Review of Hamka's Thoughts From a Multidimensional Context. *Proceedings of International Conference on Muslim Society and Thought, 4*, 395–405.
Nasor, M. A. S. (2024). Sufism as a Generation (Z) Solution: A Review of Hamka's Thoughts. *Proceedings of International Conference on Muslim Society and Thought*.
Qadiri Naqshbandi Shadhilli, Qutb Allah, & Rami Al Boustani Al Rifai. (2025, May 9). The path of the heart: A historical analysis of Sufism's evolution through its most influential masters. *Ghayb.com*. https://ghayb.com/a-historical-analysis-of-sufisms/
ResearchGate. (2025, July 12). Hermeneutics of Hadith in the Sufi tradition: Analysis the concept of Hadith interpretation among the Sufis. *Multidisciplinary Indonesian Center Journal*. https://www.researchgate.net/publication/394144672_HERMENEUTICS_OF_HADITH_IN_THE_SUFI_TRADITION_ANALYSIS_THE_CONCEPT_OF_HADITH_INTERPRETATION_AMONG_THE_SUFIS
Salleh, N., & Mahmood, A. R. (2025). Sufism in the discourse of Islamic science: An analysis on the issue of definition and categorization. *International Journal of Research and*

Innovation in Social Science, 9(10), 3529–3536.
https://dx.doi.org/10.47772/IJRISS.2025.909000294
Salleh, N., & Mahmood, A. R. (2025). Sufism in the discourse of Islamic science: An analysis on the issue of definition and categorization. *International Journal of Research and Innovation in Social Science, 9*(10), 3529-3536.
https://dx.doi.org/10.47772/IJRISS.2025.909000294
Shakeel, M. A., Kakar, D. F., & Tahir, M. A. (2025). Introduction and importance of the science of Hadith and mention of renowned Muhaddithin. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities, 9*(1), 1-16.
https://arjish.com/index.php/arjish/article/view/760
Tohed.com. (2024, August 21). Narration: "I was a hidden treasure unknown." *Tohed English*. https://en.tohed.com/threads/narration-i-was-a-hidden-treasure-unknown.326/
Zainuddin, Z., et al. (2024). Intellectual legacy and Sufi Hadith approaches. *El-Sunan: Journal of Hadith and Religious Studies*.
Zuherni, A. B. (2024). Khirqah in Sufi traditions: Hadith-based legitimacy and its spiritual transmission. *El-Sunan: Journal of Hadith and Religious Studies, 2*(2), 246-256.